قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 12 دسمبر 2020ء | 26 ربیع الثانی 1442 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 294

ارشاد باری تعالیٰ

وَ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ (العنکبوت:70)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ہمارے بارہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے اور یقیناً اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ کس طرح یہ سرور حاصل ہوسکتا ہے۔ آپ نے مثال دی فرمایا کہ ’’مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے در پے پیتا جاتا ہے۔‘‘ (نشہ حاصل کرنے کے لئے شراب پیتا چلا جاتا ہے) ’’یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’دانشمند اور زِیرک انسان اِس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔‘‘ (یعنی اس مثال سے اگر کوئی عقلمند انسان ہے تو وہ فائدہ اٹھا سکتا ہے) ’’اور وہ یہ‘‘ (کس طرح فائدہ اٹھانا ہے اپنی روحانیت کو تیز کرنے کے لئے نمازوں کی طرف توجہ دینے کے لئے) ’’کہ نماز پر دوام کرے۔‘‘ (نماز میں باقاعدگی اختیار کرے اور کبھی نہ چھوڑے۔) فرمایا ’’اور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اس کو سرور آجائے۔ اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اُس کا مقصود بالذات ہوتا ہے۔‘‘ شرابی جب شراب پیتا ہے تو اس نے ذہن میں اپنا کوئی ایک معیار مقرر کیا ہوتا ہے کہ میں نے یہ لذت حاصل کرنی ہے۔ فرمایا کہ جو معیار وہ اپنے نشے کے لئے حاصل کرتا ہے تو ایک روحانی شخص کو، ایک مومن کو بھی اپنا کوئی مقصود بنانا چاہئے جس کو اس نے نماز کے لئے حاصل کرنا ہے اور اسی طرح بار بار مستقل مزاجی سے کوشش ہو گی تو تبھی سرور حاصل ہوسکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسی سرور کو حاصل کرنا ہو۔‘‘ ایک نمازی جب نماز پڑھے تو ذہن میں یہ بات رکھے اور اپنی جو بھی توجہ ہے اور جتنی طاقتیں ہیں ان کو نماز پڑھتے ہوئے استعمال کرے کہ میں نے یہ سرور حاصل کرنا ہے اور اس کے لئے قوت ارادی کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اگر قوت ارادی ہو گی تو پھر ہی مستقل مزاجی بھی رہ سکے گی۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق اور کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کر وہ لذت حاصل ہو تو مَیں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں … کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جائے گی‘‘۔ پھر ایک درد اور فکر ہو گی۔ ایک کرب ہو گا۔ ایک بے چینی ہو گی کہ کاش مجھے نماز میں سرور

بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- نہیں عشق میں اس کا تو رنج ہمیں کہ قرار و شکیب ذرا نہ رہا (منظوم)
- ’’لباس التقویٰ‘‘
- مالی قربانی اور وقف جدید
- نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے

فرمانِ رسول ﷺ

واپس جاؤ اور پھر نماز پڑھو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صحابی مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لیے آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک کنارے تشریف رکھتے تھے۔ پھر وہ صحابی آئے اور سلام کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واپس جاؤ اور پھر نماز پڑھو، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس گئے اور پھر نماز پڑھ کر آئے اور سلام کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ بھی ان سے یہی فرمایا کہ واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ آپ نے اس طرح تین مرتبہ کیا۔ آخر تیسری مرتبہ میں وہ صحابی بولے کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں اس کے علاوہ اور کوئی اچھا طریقہ نہیں جانتا، اس لیے آپ مجھے نماز سکھا دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوا کرو تو پہلے پوری طرح وضو کرلیا کرو، پھر قبلہ رو ہو کر تکبیر کہو اور جو کچھ قرآن مجید میں تمہیں یاد ہے اور تم آسانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہو اسے پڑھا کرو، پھر رکوع کرو اور سکون کے ساتھ رکوع کر چکو تو اپنا سر اٹھاؤ اور جب سیدھے کھڑے ہو جاؤ تو سجدہ کرو، جب سجدے کی حالت میں اچھی طرح ہو جاؤ تو سجدہ سے سر اٹھاؤ، یہاں تک کہ سیدھے ہو جاؤ اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ، پھر سجدہ کرو اور جب اطمینان سے سجدہ کرلو تو سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ، یہ عمل تم اپنی پوری نماز میں کرو۔

(صحیح بخاری)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

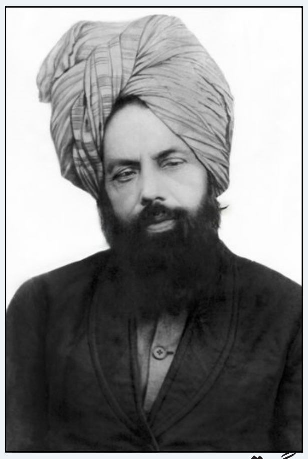

عبادت میں لذت

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو نمازوں میں لذت نہیں آتی۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ لذت اپنے اختیار میں نہیں ہے اور لذت کا معیار بھی الگ ہے۔ ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص اشد درجہ کی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے مگر وہ اس تکلیف کو بھی لذت ہی سمجھ لیتا ہے۔ دیکھو ٹرانسوال [اس وقت ٹرانسوال کی جنگ جاری تھی۔ (ایڈیٹر الحکم)] میں جو لوگ لڑتے ہیں۔ باوجودیکہ اس میں جانیں جاتی ہیں اور عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہوتے ہیں۔ مگر قومی حمیت اور پاسداری ان کو ایک لذت اور سرور کے ساتھ موت کے منہ میں لے جارہی ہے۔ ان کو قومی حمیت اور پاسداری موت کے منہ میں خوشی کے ساتھ لے جاتی ہے۔ ادھر قوم ان کی محنتوں اور جانفشانیوں کی قدر کر رہی ہے۔ جبکہ اغراض قومی متحد ہیں۔ پھر ان کی محنتوں کی قدر کیوں ہوتی ہے؟ ان کے دکھ اور تکالیف کی وجہ سے۔ ان کی محنت اور جانفشانی کے باعث۔ غرض ساری لذت اور راحت دکھ کے بعد آتی ہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں یہ قاعدہ بتایا ہے۔

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا (الم نشرح:7)

اگر کسی راحت سے پہلے تکلیف نہیں تو وہ راحت راحت ہی نہیں رہتی۔ اسی طرح پر جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو عبادت میں لذت نہیں آتی۔ ان کو پہلے اپنی جگہ سوچ لینا ضروری ہے کہ وہ عبادت کے لئے کس قدر دکھ اور تکالیف اٹھاتے ہیں۔ جس قدر دکھ اور تکالیف انسان اٹھائے گا۔ وہی تبدیل صورت کے بعد لذت ہو جاتا ہے۔ میری مراد ان دکھوں سے نہیں کہ انسان اپنے آپ کو بے جا مشقتوں میں ڈالے اور مالا یطاق تکالیف اٹھانے کا دعویٰ کرے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 422 تا 423۔ ایڈیشن 1984ء)

دربارِ خلافت

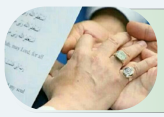

ہمیں تاریخ انسانی میں سب سے زیادہ عاجزی اگر کسی میں نظر آتی ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کی ذات ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّاِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا (سورۃ الفرقان آیت 64)

عاجزی اور انکساری ایک ایسا خلق ہے جب کسی انسان میں پیدا ہو جائے تو اس کے ماحول میں اور اس سے تعلق رکھنے والوں میں باوجود مذہبی اختلاف کے جس شخص میں یہ خلق ہو اس پر انگلی اٹھانے کا موقعہ نہیں ملتا بلکہ اس خُلق کی وجہ سے لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں، اس سے تعلق رکھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ہمیں تاریخ انسانی میں سب سے زیادہ عاجزی اگر کسی میں نظر آتی ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کی ذات ہے چنانچہ دیکھ لیں باوجود خاتم الانبیاء ہونے کے آپ اپنے ماننے والوں کو یہی فرماتے ہیں کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو اور اس یہودی کو بھی پتہ تھا کہ باوجود اس کے کہ میں یہودی ہوں اور جھگڑا میرا مسلمان سے ہے اور پھر معاملہ بھی آپ ﷺ کی ذات سے تعلق رکھتا ہے اپنے اس جھگڑے کا معاملہ آپ ﷺ کے پاس ہی لاتا ہے، آپ کی خدمت میں ہی پیش کرتا ہے۔ کیونکہ مذہبی اختلاف کے باوجود اس کو یہ یقین تھا اور وہ اس یقین پر قائم تھا کہ یہ عاجز انسان ﷺ کبھی اپنی بڑائی ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اور اس یہودی کو یہ بھی یقین تھا کہ میرا دل رکھنے کے لئے اپنے مرید کو یہی کہیں گے کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔ یہ یقین اس لئے قائم تھا کہ آپ کی زندگی جو زندگی اس یہودی کے سامنے تھی اس سے یہی ثابت ہوا تھا اور آپ کا یہ حسن خلق اس کو پتہ تھا اور یہ حسنِ خلق آپ میں اس لئے تھا کہ وہ شرعی کتاب جو آپ پر اتری یعنی قرآن کریم اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو میں نے آیت پڑھی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں سلام۔ یعنی جھگڑے کو بڑھاتے نہیں بلکہ وہیں معاملہ نپٹا کر ایک طرف ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی جھگڑا کرنے کی کوشش بھی کرے تو اس کو آگے نہیں بڑھنے دیتے۔ جاہلوں کی طرح ذرا ذرا سی بات پر سالوں جنگیں لڑنے کی ان کو عادت نہیں ہے۔ تو یہ ہے وہ حسن خلق جو آنحضرت ﷺ میں تھا اور جو آپ اپنی امت میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔

اس بارہ میں علامہ رازی آیت قرآنی اَلَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ہَوۡن سے مراد نرمی اور ملائمت ہے۔ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ چال میں نرمی ہو چال میں نرمی ہوتی ہے، سکینت ہوتی ہے، وقار اور تواضع ہوتی ہے اور تکبر اور نخوت سے اپنے پاؤں زمین پر نہیں مارتے اور متکبر لوگوں کی طرح اکڑ کر نہیں چلتے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا۔ یعنی وہ زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے۔ لکھتے ہیں کہ زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ہَوۡن کی تفسیر تلاش کی تو مجھے نہ ملی تو خواب میں مجھے بتایا گیا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو زمین میں فساد نہیں چاہتے۔

پھر ایک روایت ہے، حضرت عیاض بن حمار سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے ہم سے خطاب فرمایا اور فرمایا ’’کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ انکساری اختیار کرو اس حد تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر فخر نہ کرے۔

اب امت کو تو یہ حکم ہے کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے لیکن کیا ہمارے عمل اس کے مطابق ہیں۔ کسی کو اپنی قوم کا فخر ہے، خاندان کا فخر ہے، تو کسی کو دولت کا فخر ہے، کسی کو دوستوں کا فخر ہے، کسی کو اولاد کا فخر ہے اور جس طرف بھی نظر ڈالیں آپ کوئی نہ کوئی فخر کا راستہ یا کوئی نہ کوئی فخر کی سوچ ہر ایک میں نظر آ جاتی ہے۔ پھر اور تو اور بعض دفعہ بعض لوگ اچھے سوٹ سلوالیں یا کپڑے پہن لیں تو اسی پر فخر ہونے لگ جاتا ہے۔ اس تعلیم پر نظر نہیں۔ اگر ہر ایک کی اس تعلیم پر نظر ہو جو ہمیں آنحضرت ﷺ نے دی تو فخر کے بجائے ہم میں سے ہر ایک میں ہر وقت عاجزی ہی عاجزی نظر آنی چاہئے۔

پھر دیکھیں روایت میں ہے جس میں آپ نے اپنے زبردست مقام کے بارے میں اعلان فرمایا ہے کہ اَنَا سَیِّدُ وُلۡدِ اٰدَمَ وَلَا فَخۡرَ۔ یعنی پہلی بات تو یہ اَنَا سَیِّدُ وُلۡدِ اٰدَمَ۔ اور پھر ساتھ ہی عاجزی کا بھی ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا ہے کہ پھر فرما رہے ہیں وَلَا فَخۡرَ۔ کہ میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور یہ بہت بڑا اعلان ہے لیکن عاجزی کی انتہا کہ مگر کوئی فخر نہیں کرتا۔ اس میں مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۲ مطبوعہ بیروت)

بقیہ صفحہ 4 پر

نہیں عشق میں اس کا تو رنج ہمیں کہ قرار و شکیب ذرا نہ رہا

نہیں عشق میں اس کا تو رنج ہمیں کہ قرار و شکیب ذرا نہ رہا
غم عشق تو اپنا رفیق رہا کوئی اور بلا سے رہا نہ رہا

دیا اپنی خودی کو جو ہم نے اٹھا وہ جو پردہ سا بیچ میں تھا نہ رہا
رہے پردے میں اب نہ وہ پردہ نشیں کوئی دوسرا اس کے سوا نہ رہا

نہ تھی حال کی جب ہمیں خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

ترے رخ کے خیال میں کون سے دن اٹھے مجھ پہ نہ فتنۂ روز جزا
تری زلف کے دھیان میں کون سی شب مرے سر پہ ہجوم بلا نہ رہا

ہمیں ساغر بادہ کے دینے میں اب کرے دیر جو ساقی تو ہائے غضب
کہ یہ عہد نشاط یہ دور طرب نہ رہے گا جہاں میں سدا نہ رہا

کئی روز میں آج وہ مہر لقا ہوا میرے جو سامنے جلوہ نما
مجھے صبر و قرار ذرا نہ رہا اسے پاس حجاب و حیا نہ رہا

ترے خنجر و تیغ کی آب رواں ہوئی جب کہ سبیل ستم زدگاں
گئے کتنے ہی قافلے خشک زباں کوئی تشنۂ آب بقا نہ رہا

مجھے صاف بتائے نگار اگر تو یہ پوچھوں میں رو رو کے خون جگر
ملے پاؤں سے کس کے ہیں دیدۂ تر کف پا پہ جو رنگ حنا نہ رہا

اسے چاہا تھا میں نے کہ روک رکھوں مری جان بھی جائے تو جانے نہ دوں
کئے لاکھ فریب کروڑ فسوں نہ رہا نہ رہا نہ رہا نہ رہا

لگے یوں تو ہزاروں ہی تیر ستم کہ تڑپتے رہے پڑے خاک پہ ہم
ولے ناز و کرشمہ کی تیغ دو دم لگی ایسی کہ تسمہ لگا نہ رہا

ظفرؔ آدمی اس کو نہ جانئے گا وہ ہو کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

(بہادر شاہ ظفر)

اداریہ

الفضل آن لائن کی پہلی سالگرہ مبارک ہو

مورخہ 13دسمبر 2020ءبروز اتوار (اخبار) روزنامہ الفضل آن لائن لندن اپنی پہلی سالگرہ منانے جا رہا ہے۔ گزشتہ سال 13 دسمبر 2019ءکو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک اسلام آباد برطانیہ میں خطبہ جمعہ میں اسکا مختصر تعارف کرواکر اللہ تعالیٰ کے فضل اور تائیدِ خداوندی اور دعاؤں کے ساتھ افتتاح فرمایا۔

الحمد للہ علیٰ ذالك

تب سے آج تک اللہ تعالیٰ کے فضل، خلیفۃ المسیح کی دعاؤں اور الفضل کے لئے مائدہ تیار کرنے والے انتھک ومحنتی ارکان نیز قارئین کرام کے تعاون و مدد اور دعاؤں سے ایک سال میں (ماسوائے اتوار کی رخصت کے) الفضل کے بلاتعطل 294 شمارے منظرِعام پر آئے۔ جن میں سے سیرۃ النبی نمبر، حضرت مسیح موعودؑ نمبر، پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ نمبر، خلافت نمبر اور جلسہ سالانہ نمبر نے بہت پذیرائی پائی۔ اس ایک سال میں حضرت خلیفۃ المسیح کے 52 تازہ خطبات نے اشاعت پا کر عالمگیر جماعت کے احباب و خواتین کی تعلیم و تربیت اور لقائے باری تعالیٰ کی راہیں واکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد اسلام اور ایمان کو ازسرنو دلوں میں راسخ کرنا تھا۔ اس لئے آپؑ اور آپؑ کی وفات کے بعد آپؑ کے خلفاء نے احیائے دین کا کام بڑی سرعت، تیزی اور نہایت کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا اور اللہ، محمد ﷺ، قرآن، اسلام اور انسانیت کی محبت کوٹ کوٹ کر احمدیوں کے دلوں میں بھری اور وہ صحابہ رسول ؐ کی طرح عشق کی حد تک اللہ، رسولؐ، کتاب الٰہی اور دین اسلام و احمدیت اور خلفاء سے محبت کرنے لگے۔ اس لئے اخبار الفضل کے پہلے دو صفحات (جو ارشاد باری تعالیٰ، حدیث، ارشاد حضرت مسیح موعودؑ، وقت کی آواز خلیفۃ المسیح کا ارشاد اور دیگر خلفاء کے ارشادات پر مشتمل ہوتے ہیں) خوب پسند کئے گئے۔ ہماری ٹیم نے اس حوالہ سے کوشش کی کہ ایک ہی عنوان کے تحت ایک گلدستہ پیش کیا جائے۔ جس میں آیت کریمہ، حدیث نبویؐ، ارشادت حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا ارشاد ایک ہی عنوان کے تحت ہو۔ ہمارے مستقل فیچرز میں حضرت مرزا بشیر احمدؓ اور حضرت میر محمد اسحٰقؓ کے تربیتی و تبلیغی مضامین۔ حضرت ملک غلام فریدؓ کے انگریزی ترجمہ قرآن سے قرآنی سورتوں کا تعارف، صحابہ رسولؐ اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت اور ان کے ایمان افروز واقعات، آج کی دعا اور ایڈیٹر کے قلم سے نکلے تربیتی و اصلاحی اداریے (جنکی تعداد 140 سے زائد ہے) کے علاوہ اہلِ علم و قلم کے علمی، اخلاقی، روحانی، سائنسی، فلاحی مضامین و نظمیں اخبار کا حصّہ بنیں۔ نماز تہجد اور روزہ کی طرف راغب کرنے اور رکھنے کے لئے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، قادیان دارالامان، ربوہ دارالہجرت اور اسلام آباد ٹلفورڈ لندن کے سحر و افطار کے اوقات بھی اخبار کی زینت بنتے رہے۔ ماہ رمضان میں 30 دن مکمل طور پر رمضان المبارک کی اہمیت و برکات اور اس کے مسائل وغیرہ احباب جماعت کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ اخبار ایک سال میں عالمی حیثیت اختیار کرگیا ہے اور اس کے قارئین کی تعداد ہزاروں سے نکل کر لاکھوں میں داخل ہوگئی۔

الحمد للہ علیٰ ذالكَ

اس خوشی کے موقعہ پر ہم جہاں اپنے پیارے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہوئے اظہار تشکر کرتے ہیں وہاں اپنے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی خدمت میں اخبار الفضل کو اپنی دعاؤں سے چار چاند لگانے پر جزاکم اللہ خیراً کہتے اور ایک سال مکمل ہونے پر اپنی ٹیم اور قارئین کرام کی طرف مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

اس تاریخی سالگرہ پر ادارہ کی طرف سے دنیا بھر میں پھیلے اخبار سے پیار کرنے، دلی دعاؤں سے اسے ترقیات کی راہوں پر گامزن کرنے والے قارئین کی خدمت میں اور پہلی سالگرہ پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

اخبار روزنامہ الفضل کی ابتداء قادیان انڈیا سے 18 جون 1913ءکو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی تھی۔ آغاز میں اس کو چلانے کے لئے حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ (حضرت امّاں جانؓ) حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ نے اپنی اپنی زمین کا ٹکڑا فروخت کر کے اور حضرت سیّدہ ناصرہ بیگم صاحبہ (والدہ ماجدہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ) کا ایک زیور انہوں نے فروخت کے لئے دے کر رقوم مہیّا کیں۔

جب اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے مبارک ہاتھوں اور ان تین بزرگ ہستیوں کی قربانی سے اس اخبار کی بنیادوں میں سیمنٹ اور سریا کا کام کیا ہو تو یہ عمارت کیوں نہ مضبوط ہوتی اور یہ پودا پانچوں خلفاء کی راہنمائی میں اور دعاؤں کے ساتھ بڑھتا، پھولتا پھلتا اور پھیلتا گیا اور آج برصغیر میں جبری تعطل کے علاوہ تسلسل کے ساتھ سب سے زیادہ عمر پانے والا اردو اخبار بنا اور اب ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کوششوں اور کاوشوں نیز دعاؤں سے دنیا بھر کے چند ایک اردو روزناموں میں اپنا نام پیدا کر چکا ہے۔ جو آن لائن مضامین upload ہونے کے علاوہ ایک اخباری شکل میں بھی دیکھا اور پڑھا جاتا ہے۔

آغاز میں یہ اخبار پندرہ روزہ، ہفت روزہ، اور پھر ہفتہ میں دو دفعہ بھی منظر عام پر آتا رہا۔ مارچ 1935ءمیں اسے روزنامہ قرار دیا گیا۔ پاکستان ہجرت کے بعد پہلے لاہور اور پھر دارالہجرت ربوہ سے نکلتا رہا۔ اس دوران اس کے کاغذ کے سائز بھی مختلف ہوتے رہے۔

پاکستان میں مولویوں کی مخالفانہ روش سے اخبار الفضل محفوظ نہ رہا۔ مختلف وقتوں میں اسے جبری طور پر بند کیا گیا۔ اس دوران کبھی المصلح کراچی اور کبھی ذیلی تنظیموں کے رسائل نے قائمقامی کی صورت اختیار کی۔ اس کے ایڈیٹر مولانا نسیم سیفی صاحب، پرنٹر قاضی منیر احمد صاحب اور دو مینیجر صاحبان آغا سیف اللہ صاحب اور طاہر مہدی امتیاز احمد صاحب کو قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں۔ حکومتی اور مذہبی لیڈروں کی ان سختیوں اور تشدّد نے بھی اس اخبار کی ترقی اور ترویج میں کھاد کا کام کیا اور بین السطور میں بیان کردہ سعادتیں اس کے حصّہ میں آئیں اور اب بھی آرہی ہیں۔ اور اِنشاء اللہ تعالیٰ خلفاء اور احباب جماعت کی شب و روز دعاؤں سے یہ پروان چڑھتا چلا جائے گا۔ آمین

13 دسمبر 2019ء کو آن لائن کے لئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک تاریخی پیغام احباب جماعت کے نام دیا۔ جس میں آپ نے تاریخ الفضل کا اختصاراً ذکر فرما کر الفضل کو روزانہ پڑھنے اور اس سے استفادہ کی طرف توجہ دلائی۔

ہم اپنے اللہ سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ محض اپنے فضل سے الفضل کو ترقیات سے نوازتا رہے گا اور یہ دنیا بھر کے اردو روزناموں میں اپنا نام نمایاں طور پر الگ رکھے گا۔

اللہ تعالیٰ اس مائدہ کے تیار کرنے والوں کے نفوس و اموال میں برکت ڈالے۔ آمین

آج کی دعا

اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیبَتِیْ ، وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِنْهَا

(صحیح مسلم کِتَابُ الْجَنَائِزِ بَابُ مَا یُقَالُ عِنْدَ الْمُصِیبَةِ حدیث نمبر ۲۱۲۶)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے میری مصیبت پر اجر دے اور مجھے نعم البدل عطا فرما۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب ان کے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ فرمایا کہ جسے مصیبت پہنچے تو وہ (وہی کچھ) کہے جس کا اللہ نے اسے حکم دیا ہے: یعنی إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ پڑھے اور پھر (مندرجہ بالا) دعا کرے۔

ایک اور روایت ہے کہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ

(صحیح مسلم کِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابُ الْمُؤْمِنُ أَمْرُهُ كُلُّهُ خَيْرٌ حدیث نمبر ۵۰۰۷)

ترجمہ: مومن کا معاملہ عجیب ہے۔ اس کا ہر معاملہ اس کے لیے بھلائی کا ہے۔ اور یہ بات مومن کے سوا کسی اور کو میسر نہیں۔ اسے خوشی اور خوشحالی ملے تو شکر کرتا ہے جو اس کے لیے اچھا ہوتا ہے۔ اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچے تو (اللہ کی رضا کے لیے) صبر کرتا ہے، تو یہ بھی اس کے لیے بھلائی ہوتی ہے۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

(مرسلہ: جنید اسلم متعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا درجہ رابعہ)

مالی قربانی اور وقف جدید

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں اس کی خاطر مال خرچ کرنے والوں کے متعلق فرماتا ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

(سورۃ البقرۃ: ۲۴۶)

کیا کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو (اپنے مال کا) ایک اچھا ٹکڑا کاٹ کر دے۔ تا کہ وہ اس (مال کو) اس کے لئے بہت بڑھائے اور اللہ (مال) لے کر اسے بڑھاتا ہے۔ اور تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

پیارے قارئین! آپ نے کبھی ایسا شخص نہیں دیکھا ہوگا کہ جو محنت مزدوری سے حلال کی روزی کما کر اس میں سے کچھ حصہ غریبوں اور یتیموں میں تقسیم کرتا پھرے اور خود غریب محتاج یا بھوکا مرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ایسے لوگوں سے وعدہ ہے کہ وہ جتنا مال بھی اس کے محتاج اور بے سہارا بندوں میں تقسیم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے اس سے کہیں بڑھ کر لوٹائے گا، جو انہوں نے خرچ کیا ہوگا۔

پیارے آقا نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی اپنی ضرورت سے زائد مال کو گھر میں نہ رکھا بلکہ فوراً غریبوں اور یتیموں کے گھروں میں نکل جاتے اور ان کی ہر ممکن امداد فرماتے۔ یہی اسوہ صحابہ کرامؓ کا تھا۔ جنہوں نے اپنے گھروں کا سارا اور آدھا آدھا مال خدا کی راہ میں بے دریغ پیش کر دیا، جس کے بدلے میں انہیں خدا تعالیٰ نے دنیا میں ہی جنت کی بشارت دے دی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

’’جو شخص خدا تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلے میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔‘‘

(بخاری کتاب الایمان)

مہدی آخر الزمان حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی، صرف ایک سے ہی محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر تم میں سے کوئی خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادے سے آتا ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 497)

اب میں تحریک وقف جدید کی طرف آتا ہوں تحریک وقف جدید حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بابرکت تحریکات میں سے ایک بہت اہم اور مبارک تحریک ہے جو 1957ء میں القاء الٰہی کے تحت آپ نے جاری فرمائی۔ اس عظیم تحریک کے مقاصد عالیہ میں سے ایک بڑا مقصد دیہاتی سطح پر احباب جماعت کی تعلیم و تربیت تھا۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ وقف جدید کے مقاصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’یہ تحریک بنیادی طور پر دو اغراض سے جاری کی گئی۔ پہلی غرض تو یہ تھی کہ پاکستان کے دیہاتی علاقوں میں چونکہ یہ ممکن نہیں تھا کہ ہر جگہ ایک مربی کو تعینات کیا جائے۔ اس لئے خصوصاً نئی نسل میں تربیت کی کمزوری کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے نہ صرف نئی نسلوں میں بلکہ تقسیم ہند کے بعد نوجوان بھی کئی قسم کی معاشرتی خرابیوں کا شکار ہوئے اور بنیادی طور پر دین کے مبادیات سے بھی بعض صورتوں میں وہ غافل ہو گئے۔ چنانچہ حضرت فضل عمر نے بشدت یہ محسوس کیا کہ جب تک کوئی ایسی تحریک نہ جاری کی جائے جس کا تعلق خالصتاً دیہاتی تربیت سے ہو اس وقت تک دیہاتی علاقوں میں احمدیت کے مستقبل کے متعلق ہم بے فکر نہیں ہو سکتے چنانچہ حضور نے جب اس تحریک کا آغاز فرمایا تو اولین ممبران وقف جدید میں خاکسار کو بھی مقرر فرمایا۔ اور ابتدائی نصیحتیں جو مجھے کیں ان میں ایک تو دیہاتی تربیت کی طرف۔ توجہ دینے کے متعلق ہدایات تھی۔ اور دوسرے ہندوؤں میں دعوت الی اللہ کی خاص طور پر تاکید کی گئی تھی۔‘‘

(الفضل۔خطبہ جمعہ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۵ء)

بانی وقف جدید حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس بابرکت تحریک کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں کپڑے بیچنے پڑیں میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے تو خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اتارے گا۔ پس میں بااتمام حجت کے لئے ایک بار پھر اعلان کرتا ہوں تا کہ مالی امداد کی طرف بھی لوگوں کو توجہ ہو اور وقف کی طرف بھی لوگوں کو توجہ ہو۔‘‘

(بحوالہ مجموعہ خطبات وقف جدید صفحہ ۶)

پھر ایک اور موقعہ پر حضورؓ وقف جدید کی اہمیت بیان کرتے ہیں:

’’پس میں احباب جماعت کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کی طرف پوری توجہ دیں اور اس کو کامیاب بنانے میں پورا زور لگائیں اور کوشش کریں کہ کوئی فرد جماعت ایسا نہ رہے جو صاحب استطاعت ہوتے ہوئے اس چندے میں حصہ نہ لے۔‘‘

(الفضل ۱۲؍فروری ۱۹۶۰ء)

وقف جدید کے مقاصد کی تکمیل کے لئے جہاں واقف زندگی معلمین کی ضرورت ہے وہاں مالی قربانی کی بھی بے انتہا ضرورت ہے۔ اور اس کے لئے وقف جدید کے تحت چندہ وقف جدید بالغان، چندہ دفتر اَطفال، قیام مرکز اور نگر پارکر جیسی مدات ہیں جن میں مخلصین بچے، بوڑھے، جوان، خواتین اپنی استطاعت کے مطابق بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور یہ سلسلہ بڑھتا چلا جا رہا ہے الحمد للہ۔

اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو جنہوں نے اللہ کے دین کی خاطر اپنی ضرورتوں کو قربان کیا اور مالی قربانی کی ان سب کو بہترین جزا دے اور ان کے اَموال و نفوس میں برکت پیدا فرمائے اور آئندہ بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

حاصل ہو۔ نماز پڑھتے ہوئے اس بے چینی کا بار بار اللہ تعالیٰ کے آگے اظہار ہو تو آپ فرماتے ہیں کہ یقیناً پھر وہ سرور حاصل ہو جائے گا، لذت حاصل ہو جائے گی۔

(ملخص از ملفوظات جلد 9 صفحہ 7-8۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

پس مستقل مزاجی کے ساتھ نماز میں اس کا مزہ لینے کی کوشش آخر ایک وقت میں دل کو پگھلا کر وہ مزہ دے دیتی ہے۔ آپ نے اس بات کی بھی تاکید فرمائی اور وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں، لوگ سوال بھی کرتے ہیں کہ باوجود نماز پڑھنے کے لوگ بدیاں کرتے ہیں، برائیاں کرتے ہیں۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ روح اور سچائی کے ساتھ نمازیں نہیں پڑھتے بلکہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 8۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ نماز برائیوں سے بچاتی ہے تو یقیناً یہ سچ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ جن لوگوں میں نمازیں پڑھنے کے باوجود برائیاں قائم رہتی ہیں ان کی نمازیں صرف ظاہری نمازیں ہوتی ہیں وہ اس کی روح کو نہیں سمجھتے۔ پس یہ بہت ہی قابل فکر بات ہے جس پر ہم میں سے ہر ایک کو اپنی حالت کا جائزہ لینا چاہئے۔ اگر ہمیں لذت و سرور آ رہا ہو یا یہ پکا ارادہ ہو کہ میں نے لذت اور سرور حاصل کرنا ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے کوئی اپنی نمازوں میں باقاعدگی اختیار نہ کرے۔ (خطبہ جمعہ 13 جنوری 2017ء۔ بحوالہ الاسلام)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

پھر آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے لئے اس طرح تواضع اختیار کی۔ یہ فرماتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے اپنی ہتھیلی کو زمین کے ساتھ لگا دیا۔ اس کو میں اس طرح بلند کروں گا اور یہ فرماتے ہوئے آپ نے اپنی ہتھیلی کو آسمان کی طرف اونچا کرنا شروع کیا اور بہت بلند کر دیا یعنی جو عاجزی اختیار کرے اور زمین کے ساتھ لگ جائے اس کو خدا تعالیٰ خود بلند کرتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ جلد ۱ صفحہ ۴۴ مطبوعہ بیروت)

اب ایسے لوگ جن کو اپنی بڑائی بیان کر کے اپنے مقام کا اظہار کرنے کا بڑا شوق ہوتا ہے ان کو یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ بلند مقام عاجزی سے ہی ملتا ہے۔ اچھا باغبان یا مالک ہو باغ کا وہ ہمیشہ درخت کی اُس شاخ کی قدر کرتا ہے۔ جو پھلوں سے لدی ہو اور زمین کے ساتھ لگی ہو۔ اسی طرح مالک ارض و سماء اس سر کی قدر کرتا ہے جو زمین کی طرف جھکتا ہے۔ عاجزی کے مقابلے پہ فخر، غرور اور تکبر ہی ہے یعنی اس کا الٹ، تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں کہ شرک کے بعد تکبّر جیسی کوئی بلا نہیں۔ اگر غور کریں تو تکبّر ہی آہستہ آہستہ شرک کی طرف بھی لے کر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہمیشہ عاجزانہ راہوں پر چلائے۔

(خطبہ جمعہ 2/ جنوری 2004ء)

مرسلہ: امۃالباری ناصر

نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے

میں تھا غریب و بیکس و گم نام بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اِس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

(روحانی خزائن جلد21براہین احمدیہ حِصّہ پنجم صفحہ اوّل نصرۃ الحق صفحہ 20 مطبوعہ 1908ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو 1880ء میں الہام ہوا اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَكَ (تذکرہ صفحہ 27) اس وقت آپؑ زیادہ تر گوشہ نشینی کی زندگی گزار رہے تھے۔کوئی ایسا مقام و مرتبہ نہ تھا جس کی اہانت ہو۔ دراصل یہ الہام آپؑ کی ماموریت کے زمانے کی طرف خدائی اشارہ تھا اور ایک پیش گوئی تھی کہ آپ کو بہت اعلیٰ مقام و مرتبہ پر فائز کیا جائے گا۔آپؑ کی مخالفت ہوگی مگر جو کام آپؑ کے سپرد کیا جائے گا اس میں اللہ تبارک تعالیٰ کی تائید و نصرت آپؑ کے ہمراہ رہے گی۔ ہمت سے کام کیے جانا ہے۔جس کسی نے اہانت کرنا تو کیا، اہانت کا ارادہ بھی کیا اُسے اللہ تعالیٰ اپنے قادرانہ تصرف سے ناکام کر دے گا۔حضرت اقدسؑ نے اس الہام کی خود وضاحت فرمائی ہے آپؑ کے مبارک الفاظ ہیں:

’’انی مھین من اراد اھانتك یعنی میں اس کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔ یہ ایک نہایت پُرشوکت وحی اور پیشگوئی ہے جس کا ظہور مختلف پیرایوں اور مختلف قوموں میں ہوتا رہا ہے اور جس کسی نے اس سلسلہ کو ذلیل کرنے کی کوشش کی وہ خود ذلیل اور ناکام ہوا۔‘‘
(نزول المسیح ۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 567)

روز ازل سے چِشم فلک نے بارہا یہ نظارہ دیکھا کہ قادر و توانا خدا نے جب بھی ہدایت کی کوئی شمع روشن کی تو ابلیسیت اپنے تکبر و غرور میں پاگل ہوکر تمامتر توانائیوں کے ساتھ اس پر حملہ آور ہوگئی ۔مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو پھیلنے نہ دیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوۡرِهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡكٰفِرُوۡنَ۔ هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ
(الصّف: 9-10)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے دین کے ہر شعبے پر کلیۃً غالب کر دے خواہ مشرک برا منائیں۔

لیکن اللہ جو متقیوں کا نصیر ہوتا ہے اُن کی اِعانت خود پر فرض کر لیتا ہے ۔کیونکہ یہ اُس کا اٹل فیصلہ ہے

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ (المجادلہ :22) یعنی اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول ہی غالب آئیں گے ۔ آنحضرت ﷺ کو بعثت کے ساتھ حفاظت کا وعدہ دیا اور فرمایا: وَاللّٰهُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ: 68)

پھر اللہ تعالیٰ سورۃ المؤمن میں فرماتا ہے کہ اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا (المومن: 52) کہ ہم اپنے رسول کی مدد فرماتے ہیں۔

یہ وعدہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے روحانی فرزند، ظل، شاگرد اور آپؐ کے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی کئی دفعہ اور کئی طرح دیا گیا اور اللہ پاک کی فعلی شہادت نے ثابت کیا کہ اس پودے کو بادصرصر سے بچانے میں پھلنے پھولنے اور پھلنے میں آسمانی ہاتھ کارفرما ہے زمینی طاقتیں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں ۔ خدائے ذوالجلال اپنے مرسل کو کس قدر عزیز رکھتا ہے؟۔ اسی گمنامی کے دور کا الہام ہے:

’’اَنۡتَ مِنِّی بِمَنۡزِلَةِ تَوۡحِیۡدِیۡ وَتَفۡرِیۡدِیۡ۔فحان ان تعان وتعرف بین الناس یعنی تو مجھ سے بمنزلہ میری توحید و تفرید کے ہے۔ پس وہ وقت آ گیا ہے کی تجھے ہر ایک قسم کی مدد دی جائے گی۔ اور دنیا میں تو عزت کے ساتھ شہرت دیا جائے گا۔اور شہرت دینے کے وعدہ کو توحید اور تفرید کے ساتھ ذکر کرنا اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ جلال اور عزّت کے ساتھ شہرت پانا اصل حق خدائے واحد لاشریک کا ہے۔ پھر جس پر خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہو وہ اپنی نہایت محویت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی توحید کے قائم مقام ہوجاتا ہے اور رنگِ دُوئی اس سے جاتا رہتا ہے تب خدا تعالیٰ اسی طرح اس کو عزّت اور جلال اور عظمت کے ساتھ شہرت دیتا ہے جیسا کہ وہ اپنے تئیں شہرت دیتا ہے کیونکہ توحید اور تفرید یہ حق پیدا کرتی ہے کہ وہ ایسی ہی عزت حاصل کرے۔‘‘ (روحانی خزائن جلد 22 حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ 170)

نیز فرمایا

’’اے ابراہیم تجھ پر سلام ۔ ہم نے تجھے خالص دوستی کے ساتھ چُن لیا ...خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید ۔ خدا ایسا نہیں جو تجھے چھوڑ دے ...میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔‘‘
(تذکرہ صفحہ 148۔149)

بدخواہوں کے دشمن ہاتھوں کا اپنے پیارے کی طرف اُٹھنا اُس قادر و توانا کی غیرت کو للکارتا ہے اور وہ انہیں توڑ دیتا ہے ۔شریروں کے شرارے ان پر الٹ دیتا ہے۔ وہ خود اپنے پیارے کی ڈھال بن جاتا ہے اس کی سنت ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے بچاتا اور نمرود کو اُس میں بھسم کر دیتا ہے۔ وہ حضرت موسیٰؑ کو سمندر کے پار پہنچاتا ہے اور فرعون کو اُس میں غرق کر دیتا ہے۔وہ آنحضرت ﷺ کو فاتح عالم بناتا ہے اور ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو ذلیل انجام کے گڑھے میں دفن کر دیتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسولؐ کی برکات کے اظہار اور ثبوت کے لئے ہوں۔اور خود اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو۔ پھر اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں۔کون ہے جو اس کو تلف کر سکے؟ **یاد رکھو میرا سلسلہ اگر نری دکانداری ہے تو اس کا نام ونشان مٹ جائے گا۔لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو ساری دنیا اس کی مخالفت کرے۔ یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہو گا۔‘‘**
(ملفوظات جلد 8 صفحہ 148۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی توہین کرنے والوں اور اس کا ارادہ کرنے والوں پر خدا تعالیٰ کی مار کے احوال بیان کرنے کے لئے کئی کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔ اَن گنت بے شمار مثالیں ہیں۔جن کو بڑے بڑے تین عنوانوں کے تحت جمع کیا جاسکتا ہے

اول اللہ تبارک تعالیٰ نے کبھی مخالفین کو لمبی مہلت دی تا کہ وہ اپنی آنکھوں سے جماعت کی روز اَفزاں ترقی دیکھیں اور اندر ہی اندر حیرت، حسد اور حسرت کی آگ میں جلیں اور اپنی بے بسی پر واویلا کرکے زبان حال سے صداقتِ مسیح موعودؑ کا اعلان کریں ۔

دوسرے بعض مخالفین کئی قسم کی زمینی اور آسمانی آفتوں میں جکڑے گئے اور اپنے انجام سے عبرت کا نشان بن کر صداقتِ مسیح موعودؑ کا اعلان بنے۔

تیسرے بعض شدید مخالفین کی نسلوں نے احمدیت کی آغوش میں پناہ لے کر ببانگ دہل صداقتِ مسیحؑ کا اعلان کیا۔

اہانت کرنے والوں کو پے در پے شکستوں کے سوا کچھ نہ ملا۔ کچھ متکبرین نے آپؑ کے الہامات پر، پیشگوئیوں پر، تحریرات پر اور ذات پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے دلائل و براہین اور واقعاتی شہادتوں سے اُن کے منہ بند کئے اور تضحیک، تمسخر، استہزاء اور حقارت کا رُخ خود اُن کی طرف موڑ دیا۔

؎ خدا رسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا
سنو اے منکرو! اب یہ کرامت آنے والی ہے

لیکھرام عبرت کا ایسا نشان بنا۔ اُس کو چاہنے والے بھی اس کو بھول چکے ہیں۔ کسر صلیب کی کاوشوں میں جن عیسائی پادریوں سے مقابلے ہوئے حسرت ناک ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے منٹوں میں تحقیق کرکے ہر متلاشیٔ حق کو تاریخی دستاویزات کے ساتھ مقابل پر آنے والے ہر ایک مخالف کی ہزیمت کے ثبوت مل جاتے ہیں اور جماعت کی طرف سے ایم ٹی اے اور جرائد سے ثبوت دکھائے جاتے ہیں وہ عبداللہ آتھم ہو، ہنری مارٹن کلارک ہو یا ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی اُس خدا کے شیر کے آگے کوئی نہ ٹھہر سکا۔ ڈاکٹر ڈوئی نے آپؑ کو مکھی مچھر جیسا کم حیثیت کہا تھا تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا ؎

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار
ہے سر رہ پر مرے وہ خود کھڑا مولیٰ کریم
پس نہ بیٹھو میری رہ میں اَے شریرانِ دیار

ارض کابل پر جماعت کی مخالفانہ کارروائی میں احمدی خون بہا۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:

’’اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے‘‘۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 74)

قریباً سوا سو سال سے پھر اس زمین نے خیر کا منہ نہیں دیکھا۔

الٰہی وعدے صرف آپؑ کی ذات سے وابستہ نہیں ہیں بلکہ قیامت تک آپؑ اور آپؑ کے سچے متبعین کے ساتھ اس کا تسلسل قائم رہے گا۔

ہماری آنکھوں کے سامنے کی بات ہے نوّے سالہ قادیانی مسئلے کا حل پیش کرنے والا نہ صرف خود پھانسی کے پھندے میں جھولتا نظر آتا ہے بلکہ اُس کی اولاد اور خاندان کا حشر بھی عبرت ناک ہوتا ہے۔ ایسی بات کرنا اچھا تو نہیں لگتا لیکن خدا تعالیٰ نے اُس کو ایسی رسوائی سے دوچار کیا کہ مرنے کے بعد بھی نہیں چھوڑا اور کئی طرح مزید رسوائی کے سامان ہو رہے ہیں۔ ایک وہ جو امیر المؤمنین کہلانے کا شوقین تھا۔ زمانہ اس کا نام سننا گوارا نہیں کرتا۔ بہت سے متبادل ذلیل نام اس کو دیئے گئے ہیں۔ مطالبہ ہو رہا ہے کہ آئین پاکستان سے اس کا نام اور شاہ فیصل مسجد کے صحن سے اُس کا جبڑا نکال دیا جائے۔ اس کا انجام دیکھیں کہ آسمان و زمین کا مالک بدخواہوں کی گستاخیاں پسند نہیں فرماتا۔ حق بین آنکھ دیکھ سکتی ہے کہ حق کی تائید کس کے ساتھ ہے۔ خدا تعالیٰ کا غضب کبھی زلازل کی صورت میں، کبھی سیل آب کی شکل میں، کبھی ظالم انداز حکمرانی کے روپ میں انسان کو جگا رہا ہے کہ مخالفت سے باز آ جاؤ۔ خدا سے کب تک جھگڑا کرو گے۔ اُس کے فرستادہ کے دامن میں آ کر اس کی کشتی میں بیٹھ کر عافیت کے حصار میں پناہ لو۔ اہانت سے باز آؤ۔ خدا کے شیر سے دشمنی کا نتیجہ ناکامی و نامرادی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار
سنّت اللہ ہے کہ وہ خود فرق کو دکھلائے ہے
تا عیاں ہو کون پاک اور کون ہے مُردار خوار
مجھ کو پردے میں نظر آتا ہے اِک میرا مُعین
تیغ کو کھینچے ہوئے اُس پر جو کرتا ہے وہ وار

ہر زمانے میں کچھ طالع آزما اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کو جڑ سے اکھاڑنے کی ناکام کوشش میں ہیں۔ جتنے ہتھکنڈے ممکن ہیں وہ استعمال ہو رہے ہیں۔ زمانے میں بدنامی بھی ہو رہی ہے مگر مخالفت نے اندھا، بہرا اور گونگا بنا دیا ہے۔ دوسروں کا انجام دیکھ کر بھی عبرت نہیں پکڑتے۔ کہاں ہیں احمدیت کو سرطان کہنے والے؟ کہاں ہیں احمدیوں کو کشکول پکڑانے والے؟ کہاں ہیں صرف پاکستان سے نہیں دنیا سے احمدیت کا ملیا میٹ کرنے والے؟ کلیدی آسامیوں سے ہٹانے والے؟ مساجد مسمار کرنے والے؟ کتب و رسائل اور پریس پر پہرے بٹھانے والے؟ کیا انجام ہوا احمدیوں کو شہید کرنے والوں کا؟ قید و بند میں ڈالنے والوں کا؟ قبریں اکھاڑنے والوں کا؟ کیا قانونی، معاشرتی اور معاشی پابندیوں میں جکڑنے والے خود دربدر نہیں ہو رہے؟ اہانت کرنے والوں کی عزتوں کے جنازے گلی گلی سے اُٹھ رہے ہیں۔ قرآن کا پیغام سمجھنے کی صلاحیت باقی ہے نہ حدیثوں کی پیش گوئیاں یاد ہیں۔ مسلسل ناکامیوں نے جھنجھلاہٹ میں ایسے قوانین بنوائے ہیں جن کا مذاق بن رہا ہے۔

مخالفین کی انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر اور حکومتی سطح پر ہر کوشش کو اللہ پاک نے ناکام بنایا۔ کبھی کبھی ان کو ایسی کامیابی نصیب ہوتی ہے کہ کسی احمدی کو شہید کر دیا، کوئی مسجد جلادی، کہیں کتابوں پر پابندی لگا دی، کوئی گھر لوٹ لیا۔ اسی کو یہ کم فہم کامیابی سمجھتے ہیں۔ مگر یہ اسلام احمدیت کے اعلیٰ مقاصد کو نہیں روک سکے۔ اس کو مولیٰ کریم کامیابی قرار دیتا ہے۔

کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ احمدی اپنی آنکھوں سے تائید و نصرت کے نشان نہ دیکھتے ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ 2020ء کے خطاب میں جماعت کی سالانہ ترقی کا جائزہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دنیا بھر میں پاکستان کے علاوہ 288 نئی جماعتوں کا قیام۔ 1040 مقامات پر پہلی مرتبہ احمدیت کا نفوذ۔ 217 نئی مساجد کی تعمیر جبکہ 93 بنی بنائی مساجد جماعت کو عطا ہوئیں۔ 97 مشن ہاؤسز اور تبلیغی سنٹرز کا اضافہ۔ 114 ممالک میں 41,111 وقارِعمل کیے گئے جن سے 52 لاکھ 12 ہزار ڈالرز کی بچت ہوئی۔ مرکزی نمائندگان کے دورہ جات۔ رقیم پریس کے تحت آٹھ ممالک میں کام کرنے والے چھاپہ خانوں کی کارکردگی۔ لاکھوں کی تعداد میں کتب، پمفلٹس اور لیف لیٹس وغیرہ کی اشاعت۔ یسّرنا القرآن کی طرز پر خطِ منظور سے تیار کیے جانے والے خوبصورت قرآنِ کریم کی طباعت۔ 42 زبانوں میں 407 مختلف کتب، پمفلٹس وغیرہ کی 42لاکھ 56ہزار 659 کی تعداد میں طباعت۔ 29 زبانوں میں 94 تعلیمی و تربیتی اخبارات و رسائل کی کامیاب اشاعت۔ 24 زبانوں میں دو لاکھ کے قریب کتب کی دنیا کے مختلف ممالک کو ترسیل۔ مختلف ممالک میں 709 مختلف عناوین پر مشتمل کتب، فولڈرز اور پمفلٹس کی 63 لاکھ 87ہزار کی تعداد میں مفت تقسیم۔ قرآنِ کریم کے اطالوی زبان میں ترجمے کی نظرِ ثانی کی تکمیل۔ صحیح بخاری کی گیارہ جلدوں پر مبنی ترجمہ و شرح کی اشاعت۔ متعدد کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انگریزی میں ترجمہ۔ 36 ممالک اور 8 ڈیسکس کی جانب سے 33 زبانوں میں 154 کتب و فولڈرز کی تیاری۔

(ماخوذ از خطبہ جمعہ 7/ اگست 2020ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 28اگست 2020ء)

کامیابی تو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے اسلام احمدیت کے نام لکھ دی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’صادق تو ابتلاؤں کے وقت بھی ثابت قدم رہتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ آخر خدا ہمارا ہی حامی ہو گا۔ اور یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنا اپنا راہ لیں تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرّے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں۔ تب بھی میں آخر **فتح یاب ہوں گا**۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔

اے نادانو اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھ ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا کبھی نہیں چھوڑے گا کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اُس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اُس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہو۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے۔‘‘

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 23)

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شُہرۂ عالَم بنا دیا
جو کچھ مری مراد تھی سب کچھ دِکھا دیا
میں اِک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا
دنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی
جو اُس نے مجھ کو اپنی عنایات سے نہ دی

(روحانی خزائن جلد 21 براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ اوّل نصرۃ الحق مطبوعہ 1908ء)

دعا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحیح مقام و مرتبہ کو پہچانیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس نعمت کی ناشکری سے ہماری کوئی غفلت اہانت کے زمرے میں آ جائے۔ اے اللہ! ہمیں توفیق دے کہ ہم جیسا کہ حق ہے تیرے مہدی و مسیحؑ سے محبت کریں، اطاعت کریں، تیری رضا اور مغفرت حاصل کر لیں۔ کیونکہ اس تصویر کا دوسرا رُخ ہے۔ وَاِنِّیْ مُعِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ۔ (مواہب الرحمان۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۴۷) یعنی میں اس کی اعانت کروں گا جو تیری اعانت کا ارادہ کرے گا۔ ہم احمد زماںؑ کے ہاتھ مضبوط کرنے والے بنیں۔ سلسلہ کی ترقی میں اپنا کردار ادا کریں۔ اپنے ذاتی نمونے سے مجسم تبلیغ بن جائیں اور سب سے بڑھ کر دعا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمارے شامل حال رہے۔ اور دنیا اسلام کی آغوش میں آ جائے آمین۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے ہم سے ارشاد فرمایا ہے:

’’ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہئیے کہ نری لفّاظی پر نہ رہے بلکہ بیعت کے سچے منشا کو پورا کرنے والی ہو۔ اندرونی تبدیلی کرنی چاہئیے۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالےٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔ اگر تم میں مکر، فریب، کسل اور سُستی پائی جائے تو تم دوسروں سے پہلے ہلاک کئے جاؤ گے ... اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو۔ نماز میں دعائیں مانگو۔ صدقات خیرات سے اور دوسرے ہر طرح کے حیلے سے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا (العنکبوت:70)۔ میں شامل ہو جاؤ۔‘‘ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 188۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

وہ جو احمدیت کو مٹانے کے لئے اپنی توانائیاں خرچ کر رہے ہیں آگاہ ہوں کہ سارے احمدی اپنی توانائیاں آپ کو راہِ حق پر لانے پر صرف کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

(الشفاء لقاضی عیاض جلد اول صفحہ 73)

مخالفین کی ہزیمت سے بھی احمدیوں کے دل دکھتے ہیں کیونکہ امت رسولؐ ہیں۔ کاش حق کی تائید و نصرت دیکھ کر ہی اُس طرف آ جائیں جہاں زندہ خدا کی زندہ تجلیات نظر آ رہی ہیں۔ آمین اللّٰھم آمین

☆...☆...☆

مرسلہ: فراز یاسین ربانی۔ جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

تلاوت قرآن کریم اور عنایات رب العالمین

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَنُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ (بنی اسرائیل:83)

اور ہم قرآن میں سے وہ نازل کرتے ہیں جو شفاء ہے اور مومنوں کے لئے رحمت ہے۔

قرآن پاک کے فضائل کا شمار ایک امر محال ہے، اس کی برکات کی وسعت کی مماثلت مندروں سے دینا، سمندوں کے لئے جائے شرم ہے۔ اس کا نور آفتاب و مہتاب کی روشنی کو بھی ماند کر دیتا اور یہی قران قیامت کے دن مومنوں کو جنت کے اعلیٰ مدارج تک لے جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس امر کو کچھ یوں بیان کیا

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُ بِهَا (ترمذی:2914)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(قیامت کے دن) صاحب قرآن سے کہا جائے گا: (قرآن) پڑھتا جا اور (بلندی کی طرف) چڑھتا جا۔ اور ویسے ہی ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا۔ پس تیری منزل وہ ہو گی جہاں تیری آخری آیت کی تلاوت ختم ہو گی''ا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قرآن پاک کی تلاوت کے فضائل و برکات آخرت تک محدود نہ ہیں، اس ضمن میں حضرت عثمان بن عفانؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اَفۡضَلَکُمۡ مَنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡآنَ وَعَلَّمَہٗ

یقیناً تم میں سے زیادہ فضیلت اور بزرگی والا وہ شخص ہے جس نے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی اور پھر دوسروں کو قرآن کی تعلیم دی ہے۔

(صحیح بخاری فضائل القرآن، حدیث نمبر:5028)

ایک دوسری روایت حضرت ابوہریرہؓ سے یوں مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

جو لوگ اللہ کے گھروں میں اکٹھے ہو کر قرآنِ کریم پڑھتے اور دوسروں کو سکھاتے ہیں ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور خدا کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان پر سایہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا اپنے فرشتوں سے ذکر کرتا ہے۔

(ترمذی ابواب القراءة 2945)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے اللہ کے بھی عزیز ہوتے ہیں پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! ان سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: یہ قرآن والے اللہ کے عزیز اور اُس کے خاص بندے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب السنۃ، حدیث:211)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ قرآن غم کے ساتھ اُترا ہے۔ پس جب تم قرآن کریم کی تلاوت کرو تو گریہ وزاری کیا کرو۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے والی صورت بناؤ اور قرآن کو خوش اِلحانی سے پڑھا کرو اور جو خوش اِلحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم سے نہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ السنۃ فیھا، حدیث:1337)

رسول اللہ ﷺ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی قرآن کریم کو پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی خوب تلقین کی۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ''تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔''

(روحانی خزائن جلد19 ص13)

''قرآن شریف تدبر وتفکر وغور سے پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ رُبَّ قَارٍ یَلْعَنُہُ الْقُرْاٰنُ یعنی بہت سے ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گزر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر وغور سے پڑھنا چاہئے اور اس پر عمل کیا جاوے۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 157)

''قرآن شریف کی اصل غرض وغایت دنیا کو تقویٰ کی تعلیم دینا ہے۔ جس کے ذریعے وہ ہدایت کے منشاء کو حاصل کر سکے ...... قرآن شریف کو عمدہ طور پر خوش الحانی سے پڑھنا بھی ایک اچھی بات ہے۔ مگر قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 274-275)

''میں نے قرآن کے لفظ میں غور کی۔ تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے...... اس لئے اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان ودل سے مصروف ہو جائیں۔۔۔ اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 386)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے قرآن کریم پر عمل سے دائمی خوشیاں حاصل کرنے کے ذکر میں فرمایا: میں تم کو قرآن شریف سناتا ہوں مدّعا اس سے میرا یہ ہوتا ہے کہ تم اس پر عمل کرو اور عمل کر کے اس سے نفع اٹھاؤ۔ قرآن کریم پر عمل کرنے سے انسان کے آٹھ پہر خوشی سے گزرتے ہیں..... دیکھو نبی کریم ﷺ ایسے انسان کو ارشاد ہے کہ اگر قرآن شریف نہ آتا تو تجھ کو کچھ نہ آتا بھلائی اور برائی سمجھنے کا ایک ہی ذریعہ: قرآن شریف ہے۔

(حقائق الفرقان جلد 2 ص58)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ ظاہری اور باطنی علوم کے چشمہ حقیقی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بہرحال یہ حقیقت ہے کہ قرآن کریم کے اندر سارے علوم آجاتے ہیں میں پرائمری میں فیل ہوں لیکن میں تمام مذاہب کو چیلنج کر کے کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا اعتراض ہو جس کا قرآن کریم کے ساتھ ٹکراؤ ہوتا ہو تو میں اس کا جواب دوں گا اور خالی جواب ہی نہیں دوں گا بلکہ اعتراض کرنے والے کو چُپ کرا کے چھوڑوں گا قرآن کریم کے اندر سارے گُر موجود ہیں اور اصل عقل گُروں سے ہی آتی ہے، اگر تم قرآن کریم پڑھ لو تو تمہارے اندر وہ مادہ پیدا ہو جائے گا جس سے تم ہر قسم کے دشمن کا مقابلہ کر سکو گے اور تمہاری عقل اتنی تیز ہو جائے گی کہ دنیا کا کوئی علم ایسا نہیں ہو گا جس سے تم مَرعُوب (یعنی ڈرتے) ہو پس قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے جس کی میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔

(انوار العلوم جلد21 ص230)

''میرے دوستو! قرآن کریم کے اندر جس قدر خوبیاں ہیں میرے پاس ایسے الفاظ نہیں ہیں کہ ان کو بیان کر سکوں اگر الفاظ ہوں بھی تو بھی کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو ان کو پورا پورا بیان کر سکے حتیٰ کہ محمد ﷺ بھی ایسا نہیں کر سکے کیونکہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے اس لئے اس کی خوبیوں کا اندازہ کوئی بھی انسان

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

نہیں کرسکتا پھر ایک انسان محدود ہے اور خدا کی حکمتیں غیر محدُود۔ اس بےِ پایاں (یعنی بے حد) سمندر کا حال وہی جانتا ہے جو اس میں کودتا ہے اور جو کودتا ہے وہ بتا نہیں سکتا کہ اس نے کیا کچھ دیکھا اور جو کچھ بتائے وہ گو دوسروں کے موہنے اور انہیں وَالَا وشَیدا کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے مگر اس سمندر کے مقابلہ میں قطرہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتا پس میں وہ الفاظ نہیں پاتا کہ جن کے ذریعہ قرآن کریم کی خوبیاں آپ لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کروں اور آپ کو مجبور کر دوں کہ قرآن کریم کے مطالب اور معانی سے آگاہ ہونے کی فکر میں لگ جائیں۔‘‘

(انوار العلوم جلد4 ص128)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ق’’رآن کریم کی طرف خاص اور پوری توجہ دیں اور یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ ہمارا ہر بچہ، جوان اور بوڑھا، مرد عورت قرآن کریم جانتا ہو اور جانتی ہو جنہیں اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ اس کا ترجمہ جلد سے جلد سیکھیں اور پھر اپنی ساری زندگی کو ہی ایک طرح قرآن کریم پر غور اور تدَبُّر کرنے اور اس کے احکام اور شرائع پر عمل کرنے کی طرف متوجہ رہیں۔‘‘

(خطبات ناصر جلد2 ص554)

حضرت خلیفۃ المسیح الرَّابع رحمہ اللہ قرآن کی تلاوت کے ضمن میں فرماتے ہیں: ’’ہے تو خدا کا کلام لیکن خدا کے کلام کو بھی پڑھنے میں فرق ہے اس کو سرسری نظر سے پڑھنا اور بات ہے، اور بے دلی سے پڑھنا اور بات ہے، جان ڈال کر پڑھنا اور بات ہے اور پھر مترنم آواز میں پڑھنا آپ کی اندرونی کیفیات کو جگا دیتا ہے، آپ کے اندر تموج پیدا کرتا ہے اور اس تَمَوُّج کے ساتھ قرآن کریم کے مطالب ہم آہنگ ہو کر پھر آپ کے لئے نئے نئے مضمونوں کے گُل کھلاتے ہیں، نئی روشنی عطا کرتے ہیں۔‘‘

(خطبات طاہر جلد11 ص747-746)

’’ہر بچے کو آپ جب تلاوت کی عادت ڈالنے کی کوشش کریں گے تو آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اکثر بچوں کو تلاوت کرنی ہی نہیں آتی اور وہ جو میں کئی سال سے انصار، خدام، لجنہ کے پیچھے پڑا ہوا ہوں کہ خدا کے لئے اس طرف توجہ کرو۔ اس نسل کو کم از کم صحیح تلاوت تو سکھا دو ورنہ ہم خدا کے حضور پوچھے جائیں گے اور ہماری اگلی نسلوں کی بے اعمالیاں بھی ہم سے سوال کریں گی۔‘‘

(خطبات طاہر جلد11 ص175)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک احمدی مسلمان کی ذمہ داریاں بیان کرتے ہوئے فرماتے: ’’ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہیئے کہ وہ کس حد تک قرآن سے محبت کرتا ہے، اس کے حکموں کو مانتا ہے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ محبت کے اظہار کے بھی طریقے ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ ضروری چیز جو ہر احمدی کو اپنے اوپر فرض کر لینی چاہیئے وہ یہ ہے کہ بلاناغہ کم از کم دو تین رکوع ضرور تلاوت کر لے۔ پھر اگلے قدم پر ترجمہ پڑھے۔ ترجمہ پڑھنے سے آہستہ آہستہ یہ حسین تعلیم غیر محسوس طریق پر دماغ میں بیٹھنی شروع ہو جاتی ہے‘‘

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ 112)

نیز فرمایا: ’’قرآن کریم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ پاک کتاب ہے اور ہر قسم کے ممکنہ عیب سے پاک ہے اور نہ صرف پاک ہے بلکہ ہر قسم کی حسین اور خوبصورت تعلیم اس میں پائی جاتی ہے جس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔ اور اس میں وہ تمام خوبیاں شامل کر دی گئی ہیں جن کی پہلے صحیفوں میں کمی تھی اور اب یہی ایک تعلیم ہے جو ہر ایک قسم کی کمی سے پاک ہے۔ بلکہ اس تعلیم پر عمل کر کے ہر برائی سے بچا جا سکتا ہے۔ اور نہ صرف بچا جا سکتا ہے بلکہ اس کی تعلیم پر عمل کرنے اور اس تعلیم کو لاگو کرنے سے ہی اپنی اور دنیا کی اصلاح ممکن ہے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد3 ص127)

’’بہرحال ایک احمدی کو خاص طور پر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اُس نے قرآنِ کریم پڑھنا ہے، سمجھنا ہے، غور کرنا ہے اور جہاں سمجھ نہ آئے وہاں حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وضاحتوں سے یا پھر اُنہیں اصولوں پر چلتے ہوئے اور مزید وضاحت کرتے ہوئے خُلفاء نے جو وضاحتیں کی ہیں ان کو ان کے مطابق سمجھنا چاہیئے۔ اور پھر اس پر عمل کرنا چاہیئے...... کیونکہ اب آسمان پر وہی عزّت پائے گا جو قرآن کو عزت دے گا اور قرآن کو عزت دینا یہی ہے کہ اس کے سب حکموں پر عمل کیا جائے...... پس ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہیئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآنِ کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔‘‘

(خطباتِ مسرور جلد2 صفحہ 687,686)

مالی مشکلات سے نجات

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ فرماتے ہیں۔ ’’ایک دفعہ خاکسار اور مولوی عبد اللہ صاحب سنوری کو قادیان دار الامان میں اکٹھا رہنے کا موقع ملا۔ ایک دن دوران گفتگو میں نے عرض کیا کہ آپ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی خاص واقعہ بتائیں۔ حضرت مولوی صاحب نے حضرت اقدس کی خاص برکات کا ایک واقعہ سنایا۔ آپ نے بیان کیا کہ میں ایک عرصہ تک مالی مشکلات میں مبتلا رہا اور کئی ہزار روپے کا مقروض ہو گیا۔ میں نے مالی مشکلات سے گھبرا کر بے چینی کی حالت میں حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور نہایت عاجزی سے اپنی مالی مشکلات کے ازالہ کیلئے درخواست دعا کی۔ اس پر حضور اقدس نے فرمایا میاں عبد اللہ ہم بھی انشاءاللہ آپکے لئے دعا کریں گے لیکن آپ اس طرح کریں کہ فرضوں کی نماز کے بعد گیارہ دفعہ لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم کا وظیفہ جاری رکھیں۔

چنانچہ حضور اقدس کے ارشاد کے مطابق میں نے کچھ عرصہ اس وظیفہ کو جاری رکھا اور خود حضور نے بھی دعا فرمائی خدا کے فضل سے تھوڑے ہی عرصہ میں میرا سب قرض اتر گیا اس کے بعد جب کبھی بھی مجھے مالی پریشانی ہوتی ہے تو میں یہی وظیفہ کرتا ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے کشائش کے سامان پیدا فرما دیتا۔ یہ وظیفہ میں نے بار بار پڑھا ہے۔ اور اس سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

حضرت مولوی صاحب کی یہ بات سن کر میں نے عرض کیا کہ سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام تو اب وصال فرما چکے ہیں اگر حضورؑ اس دنیا میں ہوتے تو آپ کی طرح حضورؑ سے اس وظیفہ کی اجازت لے کر اس سے فائدہ اٹھاتے۔ کیا اب یہ ممکن ہے کہ ہم بھی اس وظیفہ سے کسی صورت میں آپ سے اجازت حاصل کر کے فائدہ اٹھا سکیں۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اب تک اور کسی شخص کو اس کی اجازت نہیں دی تھی۔ لیکن آپ کی خواہش پر آپ کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اس بابرکت وظیفہ کی مجھے اجازت فرمائی۔ خاکسار بھی اب اپنی زندگی کے آخری ایام میں ہے۔ لہذا میں ہر اس احمدی کو جو میری اس تحریر سے آگاہ ہو سکے اور اس وظیفہ سے فائدہ اٹھانا چاہے اپنی طرف سے اس وظیفہ کی اجازت دیتا ہوں۔

(حیات قدسی حصہ سوم: ص80-81)

12 دسمبر 2020ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:27	17:40
مدینہ منورہ	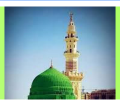	05:33	17:35
قادیان		05:52	17:25
ربوہ		05:32	17:05
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:29	15:55